چلوسک ملوسک اور سمندری دیو

WWW.PAKSOCIETY.COM
چلوسک ملوسک کا انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ سفر نمبر ۹
چلوسک ملوسک اور سمندری دیو
مظہر کلیم ایم اے
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— ۶/ روپے

چلوسک ملوسک کو شہزادی گل بانو کے محل میں رہتے ہوتے کافی دن گذر گئے تھے اور شہزادی گل بانو نے ان دونوں کو اپنے ملک کی خوب سیر کرائی تھی۔ چھن چھنگو اور پنگو کافی دن ہوتے جا چکے تھے مگر اب بھی ان دونوں کو کبھی کبھی وہ یاد آ جاتے تھے اور وہ سوچتے کہ کاش وہ بھی ان کے ساتھ کسی نئی مہم پر جاتے مگر چھن چھنگو کے ساتھ مل کر بہار پھول حاصل کرنے میں وہ اتنے تھک گئے تھے کہ اس وقت ان کا ذہن بھی آرام کرنے پر آمادہ تھا۔

شہزادی گل بانو نے ان دونوں کی خوب خدمت کی تھی اور وہ بھی اسے اپنی سگی بہن کی طرح چاہتے تھے۔ شہزادی گل بانو کے والد بادشاہ سلامت بھی ان دونوں

کی بے حد قدر کرتے تھے کیونکہ شہزادی کی صحت یابی میں
ان کی کوششوں کا بھی دخل تھا۔ بادشاہ سلامت نے انہیں
دونوں کی اتنی عزت افزائی کی تھی کہ وہ دربار عام میں
بادشاہ کے دائیں بائیں بیٹھتے تھے۔ ان دونوں کو بادشاہ
کے دربار عام کا منظر بے حد پسند تھا اس لئے وہ دونوں
روزانہ دربار عام میں باقاعدگی سے جاتے۔

آج بھی دربار عام لگا ہوا تھا۔ درمیان میں انتہائی
خوبصورت تخت پر بادشاہ سلامت بیٹھے ہوئے تھے
اس کے دائیں بائیں زرنگار کرسیوں پر چلوسک طوسک براجمان
تھے۔ چلوسک کے ساتھ والی کرسی پر شہزادی گل بانو بیٹھی
تھی۔ فریادی دور دور سے آکر دربار عام میں اپنی فریادیں
پیش کرتے اور بادشاہ سلامت انتہائی عدل و انصاف کے
ساتھ فیصلے کر رہے تھے کہ سپاہیوں نے ایک بڑھیا کو
بادشاہ کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا۔

بڑھیا کافی سے زیادہ ضعیف العمر تھی اس کی کمر
نصف سے زیادہ جھکی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں
ایک موٹی سی لاٹھی تھی جس کے سہارے وہ کھڑی تھی

"کیا بات ہے بوڑھی اماں! تمہیں کس بدبخت نے
تکلیف پہنچائی ہے"؟ بادشاہ نے بڑھیا کی حالت سے متاثر

ہوتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔

"بادشاہ سلامت! میرے ساتھ ظلم ہوا ہے اور چونکہ
میں آپ کی رعایا ہوں اس لئے میں اپنی فریاد آپ
کے پاس لے آئی ہوں"۔ بڑھیا نے بے اختیار روتے ہوئے کہا

"کس نے ظلم کیا ہے تمہارے ساتھ؟ ہمیں بتاؤ، ہم
اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے"۔ بادشاہ نے اور زیادہ متاثر
ہوتے ہوئے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں شہر کے شمالی حصے میں سمندر
کے کنارے رہتی ہوں۔ میرا شوہر ایک ماہی گیر تھا جو
سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہو گیا تھا۔ میری ایک ہی بیٹی
تھی شانو۔ جو میرے لئے سمندر سے مچھلیاں پکڑتی اور اس
سے ہم زندگی گذار رہے تھے۔ دو تین دن ہوئے، میری
بیٹی سمندر کے کنارے مچھلیاں پکڑ رہی تھی کہ اچانک
سمندر میں زبردست طوفان آگیا۔ اتنی اونچی اونچی لہریں
پیدا ہوئیں کہ الامان۔ میری بیٹی بڑی مشکل سے جان بچا
کر جھونپڑی کی طرف بھاگی۔ سمندری طوفان کی ہیبت ناک
آوازیں سن کر میں بھی جھونپڑی سے باہر نکلی تاکہ اپنی
بیٹی کا پتہ کروں۔ اور بادشاہ سلامت! میں نے دیکھا کہ
میری بیٹی بڑی تیزی سے جھونپڑی کی طرف بھاگی آ رہی

تھی۔ میں قدرے مطمئن ہوگئی مگر دوسرے لمحے مجھ پر
صدمے کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔" بڑھیا نے یہاں تک تفصیل
بتائی اور پھر وہ بُری طرح رونے لگی۔ روتے روتے اس
کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

"صبر کرو بوڑھی اماں! کیا تمہاری بیٹی کو سمندری لہر
نے اپنی گرفت میں لے لیا؟ مگر اب سوائے صبر کے اور
کیا ہوسکتا ہے۔" بادشاہ نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ایسا ہوتا بادشاہ سلامت! تو پھر مجھے بھی صبر
آجاتا مگر۔" بڑھیا پھر بے اختیار رونے لگی۔

"مگر کیا؟" بادشاہ نے اپنا اندازہ غلط ہونے پر چونک
کر پوچھا۔

"آپ یقین کریں بادشاہ سلامت! میں نے سمندر میں
سے ایک بہت بڑے اور ہیبت ناک دیو کو باہر نکلتے
دیکھا۔ اس دیو نے کنارے پر قدم رکھا اور پھر وہ تیزی
سے میری بیٹی کی طرف لپکا۔ میری بیٹی اس خوفناک
دیو سے بے خبر جھونپڑی کی طرف بھاگتی آرہی تھی کہ
چند ہی قدموں پر دیو نے اُسے دبوچ لیا اور میری
بیٹی اور میری چیخوں سے ارد گرد کا علاقہ گونج اٹھا
میں بوڑھی ہونے کے باوجود اپنی بیٹی کو بچانے کے

لئے آگے بڑھی مگر وہ دیو میری تڑپتی اور روتی ہوئی
بیٹی کو اٹھاکر آناً فاناً سمندر میں کود گیا اور چند لمحوں
بعد سمندر پُرسکون ہوگیا۔ میری بیٹی غائب ہو چکی تھی۔ میں
صدمے سے بیہوش ہوگئی۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں
روتی پیٹتی آپ کے پاس فریاد لے کر چل پڑی۔ بادشاہ
سلامت! خدا کے لئے میری مدد کیجئے اور میری بیٹی
مجھے واپس دلا دیجئے۔" بڑھیا یہ کہہ کر اور زیادہ زور
سے رونے لگی۔

بادشاہ اور پورا دربار بڑھیا کی بات سُنکر حیرت سے
بُت بنا بیٹھا رہا۔ کسی کو بڑھیا کی بات کا یقین نہیں
آرہا تھا۔ مگر بڑھیا جس انداز میں رو رہی تھی اس
سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی بات سچ ہے۔

"بوڑھی اماں! انتہائی حیرت انگیز کہانی سنائی ہے تم نے،
ہمیں یقین نہیں آرہا۔ بھلا سمندر میں سے دیو کا نکلنا
اور تمہاری بیٹی کو اٹھاکر سمندر میں کود جانا۔ ہمیں تو
سمجھ نہیں آتی کہ ہم کیا سمجھیں۔" بادشاہ سلامت نے الجھے
ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"بادشاہ سلامت! میں سچ کہہ رہی ہوں۔ اگر آپ کو
یقین نہ آئے تو آپ میرے علاقے کے ماہی گیروں کو

بلاکر تصدیق کر لیں۔ کئی لوگوں نے یہ منظر دیکھا ہے۔" بڑھیا نے کہا۔

"اچھا بوڑھی اماں! اگر یہ بات سچ بھی ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ سمندری دیو سے تمہاری بیٹی کیسے واپس دلائیں۔ ہمارا زور اپنی رعایا پر تو چل سکتا ہے۔ سمندر میں رہنے والے دیوؤں پر نہیں چلتا۔" بادشاہ سلامت نے جواب دیا۔

"میں تو آپ کے پاس فریاد لیکر آئی ہوں۔ اب میرے ساتھ انصاف آپ نے کرنا ہے۔ آپ بادشاہ ہیں رعایا کی جان و مال اور عزت کے محافظ۔ یہ جان و مال لوٹنے والے چاہے آدمی ہوں یا دیو، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔" بڑھیا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

بڑھیا کی باتیں سُنکر بادشاہ اور بھی زیادہ اُلجھ گیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار اُبھر آئے اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ بڑھیا کو کس طرح مطمئن کرے۔ اوّل تو بادشاہ کو بڑھیا کی کہانی پر یقین نہیں آرہا تھا اور اگر وہ یقین کر بھی لیتا تو پھر وہ سمندری دیو کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا، اچانک چلوسک بول پڑا۔

"بادشاہ سلامت! ہو سکتا ہے بڑھیا سچ کہہ رہی ہو۔ شہزادی گل بانو کے لئے پھول حاصل کرتے ہوئے ہمارا بھی دیوؤں سے مقابلہ[1] ہوا تھا۔ دیو واقعی اس دنیا میں موجود ہیں اور وہ اکثر ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ اس دنیا میں دیو موجود ہیں مگر تم بتاؤ کہ ہم ایسی صورت میں بڑھیا کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔" بادشاہ نے جواب دیا۔

"بادشاہ سلامت! ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم مظلوم بڑھیا کی مدد کریں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم دونوں بھائی اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں ہم کوشش کریں گے کہ بڑھیا کی بیٹی کو اس دیو کے چنگل سے چھڑا لائیں۔" چلوسک نے ملوسک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ملوسک نے تائید میں سر ہلا دیا۔

"مگر تم دونوں سمندری دیو کو کیسے تلاش کروگے؟" بادشاہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ اس بات کی فکر نہ کریں۔ یہ ہمارا کام ہے۔

---

[1] اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول پڑھیئے "چمن جھنگو اور چلوسک ملوسک"

صرف آپ کی اجازت چاہیئے"۔ چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم بھلا تمہیں کیسے روک سکتے ہیں۔ یہ ایک نیک کام ہے اگر تم کر سکتے ہو تو ضرور کرو مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم بڑھیا کی بیٹی کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالو"۔ بادشاہ نے کہا۔

"بادشاہ سلامت! گستاخی معاف، بیٹی چاہے آپ کی ہو یا بڑھیا کی۔ ہمارے لئے دونوں برابر ہیں جس طرح آپ کو اپنی بیٹی کے بارے میں صدمہ تھا یہی کیفیت اس بڑھیا کی بھی ہوگی اور اگر ہم آپ کی بیٹی کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال سکتے ہیں تو بڑھیا کی بیٹی کے لئے بھی ایسا کرسکتے ہیں"۔ چلوسک نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! واقعی تم سچ کہتے ہو۔ ہم شرمندہ ہیں تم ضرور کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے"۔ بادشاہ نے ندامت آمیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے، ہم آج سے ہی کوشش کرتے ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں"۔ چلوسک نے کہا۔

"تم اس کام کو کس طرح شروع کروگے"؟ بادشاہ

نے پوچھا۔

"ہم ابھی اس بڑھیا کے ساتھ اُس جگہ جائیں گے جہاں اس کی بیٹی گم ہوئی تھی اور پھر وہاں سے آگے کیا ہوگا۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی"۔ بادشاہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بڑھیا کو بتایا کہ چلوسک ملوسک اس کی مدد کے لئے تیار ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ وہ تمہاری بیٹی کو سمندری دیو کے پنجے سے چھڑا لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

بڑھیا نے یہ سُنکر اطمینان کے انداز میں سر ہلایا اور پھر چلوسک ملوسک کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنے لگی۔

بادشاہ سلامت نے بڑھیا کو بیشمار انعام و کرام دیا تاکہ وہ اپنی بقایا زندگی اطمینان اور سکون سے گذار سکے۔ بڑھیا بادشاہ کو دعائیں دیتی ہوئی چلوسک ملوسک کے ہمراہ دربار سے چلی گئی اور بادشاہ نے دربار ختم کردیا اور شہزادی گل بانو کے ہمراہ اپنے خاص کمرے کی طرف چل دیا۔ وہ چلوسک ملوسک کے لئے پریشان

تھا مگر شہزادی نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ابا حضور! آپ فکر نہ کریں۔ میرے بھائی بہت بہادر ہیں۔ وہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے"۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو"۔ بادشاہ نے جواب دیا اور پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"گل بانو! ہمیں یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں تم بھی ان دونوں کے ساتھ جانے کی ضد نہ کرو اور ہم حیران بھی ہیں کہ تم نے ایسا کیوں نہ کیا"۔

"میں ضرور جاتی ابا حضور! لیکن آپ کو معلوم ہے کہ مجھے بچپن سے ہی سمندر سے بے حد ڈر لگتا ہے اور چونکہ یہاں معاملہ سمندر کا تھا اس لئے میں خاموش رہی"۔ شہزادی نے جواب دیا۔

"ہوں، تو یہ بات تھی۔ بہرحال اگر تم کہتی بھی تو تب بھی ہم تمہیں اجازت نہ دیتے کیونکہ ہم تمہیں اپنی آنکھوں سے دور نہیں کرسکتے"۔ بادشاہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور شہزادی بے اختیار مسکرا پڑی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ ضد کرلیتی تو بادشاہ کو بہرحال اجازت دینی ہی پڑتی۔

چلوسک ملوسک بڑھیا کے ہمراہ اس جگہ پہنچے جہاں دیو نے سمندر سے نکل کر اس کی بیٹی کو پکڑا تھا۔ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر انہیں سمندر میں نہ ہی کوئی جزیرہ نظر آیا اور نہ ہی کوئی ایسی مشکوک چیز۔ ہر طرف سمندر کا پانی ہی نظر آرہا تھا جو بے حد پُرسکون تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے غلام دیوؤں کو بلا کر ان سے پوچھنا چاہیئے"۔ ملوسک نے کہا۔

"ہاں! میں نے بھی یہی سوچا ہے مگر بڑھیا کے سامنے ہمیں انہیں نہیں بلانا چاہیئے۔ ہم کہیں دُور چلے جاتے ہیں وہاں انہیں بلائیں گے"۔ چلوسک نے جواب دیا اور ملوسک نے تائید میں سر ہلا دیا۔

چنانچہ انہوں نے بڑھیا کو اس کی جھونپڑی میں پہنچا دیا اور خود سمندر کے کنارے چلتے ہوئے دور تک نکل گئے۔ ایک ویران جگہ پر جاکر وہ رُک گئے اور چلوسک نے دل ہی دل میں اپنے غلام دیوؤں کو یاد کیا۔ دوسرے لمحے دونوں دیو ان کے سامنے کھڑے تھے۔

"حکم آقا"۔ دونوں دیوؤں نے سینے پر ہاتھ باندھ کر جھکتے ہوئے کہا۔

"سنو! تمہارے دوست ٹوٹاموٹے[1] دیو نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا تھا۔ کیا تمہارے دوست ایسے ہی ہوتے ہیں"؟ اچانک ملوسک بول پڑا۔

"ہمیں معلوم ہوگیا تھا میرے آقا! اس کی نیت میں ہمارے جانے کے بعد ہی فتور پیدا ہوگیا تھا اور یہ اچھا بھی ہوا کہ اُسے اس کی سزا بھی مل گئی"۔ ایک دیو نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"اچھا چھوڑو اسے۔ ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ ہم تم سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس سمندر میں کونسا دیو رہتا ہے"؟ چلوسک نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

لہ: اس کیلئے دلچسپ اور حیرت انگیز ناول پڑھیے "چمن چھنگر اور چلوسک ملوسک"

"اس سمندر میں، ہم سمجھے نہیں آقا۔ ہمیں تفصیل بتایئے"۔ دیوؤں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور چلوسک نے بڑھیا کی بیٹی کے ساتھ ہونے والے حادثے کے متعلق تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ! اب ہمیں یاد آگیا ہے۔ یہ کام سمندری دیو بوساگا کا ہے۔ بڑھیا کی بیٹی یقیناً بیحد خوبصورت ہوگی اور بوساگا دیو کی نظر اس پر پڑگئی ہوگی اس لئے اس نے اُسے اٹھا لیا۔ اب وہ اس کے محل میں ہوگی"۔ ایک دیو نے جواب دیا۔

"وہ محل کہاں ہے"؟ چلوسک نے پوچھا۔

"وہ محل سمندر کے عین درمیان میں ایک جزیرے پر بنا ہوا ہے اور اس جزیرے پر بوساگا دیو رہتا ہے۔ وہ سمندری دیوؤں کا سردار ہے۔ اس کے محل میں بیشمار خوبصورت لڑکیاں ہیں۔ اُسے اس بات کا جنون ہے کہ اس کے محل میں دنیا میں موجود انتہائی خوبصورت لڑکیاں موجود رہیں"۔ دوسرے دیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ ان لڑکیوں کا کیا کرتا ہے"؟ طوسک نے انتہائی معصومیت سے پوچھا۔

"وہ انہیں خادماؤں کے طور پر رکھتا ہے اور جب وہ بوڑھی ہوجاتی ہیں تو انہیں ہلاک کر دیا جاتا ہے"۔ دیو نے جواب دیا۔

"بوساگا کا محل یہاں سے کتنی دور ہے"۔ چلوسک نے سوال کیا۔

"اس کا محل یہاں سے بہت دور ہے اتنی دور کہ اگر آپ کسی کشتی پر سفر کرکے وہاں پہنچنے کی کوشش کریں تب بھی آپ کو ایک مہینہ لگ جائے گا"۔ دیوؤں نے جواب دیا۔

"مگر ہمیں کشتی پر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم ہمیں وہاں تک پہنچا دو"۔ طوسک نے کہا۔

"میرے آقا! اس سلسلے میں ہم مجبور ہیں ہم زمین کے دیو ہیں اور سمندر پر ہم صرف اس صورت میں اڑ سکتے ہیں جبکہ بوساگا دیو ہمیں اجازت دے اور ظاہر ہے کہ بوساگا سے جب ہم اجازت طلب کریں گے تو اُسے آپ کے متعلق علم ہو جائیگا"۔ دیوؤں نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب، کیا زمینی دیو اور سمندری دیو علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں"۔ طوسک نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں میرے آقا! دیوؤں کی دو قومیں ہیں۔ ایک قوم مستقل سمندر میں رہتی ہے وہ زمین پر صرف اسی صورت میں اڑ سکتے ہیں یا آسکتے ہیں جب وہ پرستان کے شہنشاہ سے اجازت لیں اور دوسری قوم ہم زمینی دیوؤں کی ہے۔ ہم سمندر پر اُسی صورت میں اڑ سکتے ہیں جبکہ سمندری دیوؤں کے سردار بوساکا دیو سے اجازت لیں"۔ دیوؤں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ مگر ہم پھر اس جزیرے تک کیسے پہنچیں گے"؟ چلوسک نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"آقا! ہم آپ کی اتنی مدد کر سکتے ہیں کہ آپ کو ایسی کشتی لادیں جو انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہے اور جس کے لئے ہوا کے موافق ہونے یا نہ ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں"۔ ایک دیو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ایسی کشتی کہاں سے ملے گی"؟ چلوسک نے چونک کر پوچھا۔

"آقا! ہم نے دنیا کے دوسرے کنارے پر ایسی کشتیاں سمندر میں چلتی دیکھی ہیں بلکہ بڑے بڑے جہاز بھی چلتے ہیں۔ سڑکوں پر بھی ڈبے تیز رفتاری سے بھاگتے ہیں اور ہوا میں بھی وہ ڈبے تیرتے ہیں۔ دنیا کے دوسرے کنارے کے لوگ بڑی بڑی عجیب و غریب چیزیں بناتے رہتے ہیں"۔ دیوؤں نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے وہ سمجھ گئے تھے کہ دیو ترقی یافتہ دنیا کی بات کر رہے ہیں۔ ایسی دنیا کی جس سے ان کا تعلق بھی رہا ہے۔ وہ طیاروں اور کاروں کو ڈبے کہہ رہے تھے۔

"یہ یقیناً کسی لانچ کی بات کر رہے ہیں"! چلوسک نے کہا۔

"ہاں! بالکل ایسی کشتی لانچ ہی ہو سکتی ہے"! ملوسک نے بھی تائید میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے، ہمیں وہ کشتی لادو۔ مگر یہ دیکھ لینا کہ کشتی میں وہ ڈرم ضرور موجود ہوں جس میں تیل ہوتا ہے اور جس تیل سے یہ کشتی چلتی ہے"۔ چلوسک نے کہا۔ کیونکہ اُسے خیال آگیا

تھا کہ کہیں وہ ایسی لانچ نہ اڑا لائیں جس
میں پٹرول ہی نہ ہو اور وہ ان کے لئے
بیکار ثابت ہو۔

"اوہ میرے آقا! ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ
وہ ڈرم میں موجود تیل اس کشتی کے سوراخ میں
ڈال رہے ہوتے ہیں۔ مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا"
دیوؤں نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہمیں کیا معلوم ہے اور کیا نہیں معلوم، تم
اس بات کو چھوڑو۔ ہمیں جلدی وہ کشتی مہیا کردو
جس میں تیل والا ڈرم موجود ہو۔ اور سنو! اس
میں کوئی آدمی نہیں ہونا چاہیئے" چلوسک نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر میرے آقا! آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی"
دیوؤں نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ غائب ہوگئے۔

"واقعی اس صورت میں ہمیں کوئی جدید ترین
لانچ مل جائے تو ہمارا کام بیحد آسان ہوجائے
گا" چلوسک نے دیوؤں کے جاتے ہی کہا۔

"کاش ہمارا جہاز ٹھیک ہوتا تب ہم اس

سمندری دیو کو دیکھتے کہ وہ کیسے پانی میں ہے"
ملوسک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! تم صحیح کہہ رہے ہو۔ بہرحال کبھی نہ کبھی
تو جہاز درست ہو ہی جائے گا" چلوسک نے بھی
ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

انہیں وہاں بیٹھے تقریباً آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ
اچانک دونوں دیو نمودار ہوئے۔ ان دونوں نے ایک
کافی بڑی لانچ کو ہاتھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔

"ہم اسے لے آئے ہیں آقا" دیوؤں نے کہا
"اسے سمندر میں رکھ دو" چلوسک نے کہا۔

"نہیں میرے آقا! ہم سمندر میں نہیں جاسکتے۔
ایسا کریں کہ ہم یہ کشتی یہیں کنارے پر رکھ دیتے
ہیں۔ آپ اس پر سوار ہو جائیں تو ہم اسے یہیں
سے سمندر میں دھکیل دیں گے" دیوؤں نے تجویز بتائی
اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دونوں دیوؤں نے لانچ وہیں زمین پر رکھ دی
اور وہ دونوں لانچ میں سوار ہوگئے۔ دیوؤں نے
ایک زور دار جھٹکا دیا اور لانچ تیزی سے گھومتی
ہوئی سمندر میں گھستی چلی گئی۔

"اچھا آقا اب ہمیں اجازت۔" دیوؤں نے کنارے سے آواز لگاکر کہا۔

"ہاں! اب تم دونوں جاؤ۔ تمہارے تعاون کا شکریہ" چلوسک نے جواب دیا اور دونوں دیو غائب ہو گئے۔

چلوسک ملوسک نے دیکھا کہ لانچ کافی بڑی تھی۔ اس میں دو آرام دہ کیبن بھی موجود تھے اور اس کی مشینری بھی خاص جدید تھی۔ اس کے ساتھ انہیں یہ دیکھ کر اطمینان ہوگیا کہ لانچ میں پٹرول پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پٹرول کا ایک بڑا ڈرم بھی موجود تھا۔

ان دونوں نے کیبنوں کو چیک کیا تو انہیں ایک کیبن میں جدید ترین پستول، ریوالور اور حتیٰ کہ ایک مشین گن بھی نظر آگئی۔

"اوہ! میرا خیال ہے کہ یہ لانچ سمگلروں کی ہوگی تبھی انہوں نے اس میں اسلحہ رکھا ہوا ہے۔" چلوسک نے کہا اور ملوسک نے تائید میں سر ہلا دیا۔

لانچ کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد چلوسک نے اس کا انجن چلا دیا مگر دوسرے لمحے

اس نے فوراً ہی انجن بند کردیا اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیوں کیا ہوا"؟ طوسک نے چونک کر پوچھا۔

"ہم نے بوساگا کے جزیرے کا محل وقوع تو پوچھا ہی نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سمندر میں بھٹکتے پھریں اور کسی اور جزیرے میں پہنچ جائیں۔ ظاہر ہے سمندر میں صرف ایک ہی جزیرہ تو نہیں ہوتا"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! اس بات کا تو ہمیں خیال ہی نہیں آیا"۔ طوسک نے کہا۔

پھر چلوسک نے لانچ کو وہیں لنگرانداز کیا اور خود پانی میں کود کر تیرتے ہوئے۔ واپس کنارے پر آگئے۔

یہاں آکر انہوں نے پھر دل ہی دل میں غلام دیوؤں کو یاد کیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں دیو نمودار ہوگئے۔

"حکم آقا"۔ دونوں دیوؤں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں بوساگا دیو کے جزیرے کا محل وقوع بتاؤ اس کی کوئی خاص نشانی بتاؤ تاکہ ہم سمندر میں موجود دوسرے جزیروں میں سے اُسے پہچان لیں"۔ چلوسک نے کہا

"ہاں میرے آقا! اس جزیرے کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ اس کے آس پاس دور دور تک اور کوئی جزیرہ نہیں ہے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ اس جزیرے کے درخت علیحدہ قسم کے ہیں۔ اس جزیرے کے درختوں پر کوئی پتا نہیں لگتا وہ سب پتوں سے خالی ہوتے ہیں بالکل خالی"۔ ایک دیو نے جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ یہ نشانی کافی ہے۔ اب ہم اُسے آسانی سے پہچان لیں گے"۔ چلوسک نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"آقا! ایک بات ذہن نشین کرلیں کہ بوساگا دیو بے حد ظالم اور سفاک دیو ہے اور بیشمار سمندری دیو اس کی رعایا ہیں جو اس کے حکم پر آپ کا ایک لمحہ میں خاتمہ کر سکتے ہیں اور بفرضِ محال اگر آپ اس کے دیوؤں سے بچ کر جزیرے میں پہنچ بھی جائیں تب بھی آپ کا کامیاب ہونا انتہائی مشکل ہے۔ بوساگا دیو کا خادم خاص ڈمبالو حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے وہ آپ کو یقیناً ختم کر دیگا"۔ ایک دیو نے کہا۔

"بوساگا کا خادم خاص ڈمبالو، کیا وہ کوئی دیو ہے؟"
ٹوسک نے حیرت انگیز لہجے میں پوچھا۔
"نہیں میرے آقا! ڈمبالو دیو نہیں ہے وہ انسان
ہے مگر دیوؤں سے زیادہ طاقتور، دیوؤں سے زیادہ
خوفناک، اس کی شکل بھی بیحد بھیانک ہے۔ بس
یوں سمجھ لیجئے کہ وہ دیونما انسان ہے اس کے ساتھ
ساتھ وہ بیحد ذہین بھی ہے اور بیحد عیار بھی۔ اس
کا باپ ایک دیو تھا اور اس کی ماں آدم زاد عورت"۔
دیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"مگر ہم نے انسانوں اور پریوں کی شادی کے
متعلق تو سنا ہے مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ کسی دیو
نے کسی آدم زاد عورت سے شادی کرلی ہو"۔ ٹوسک
نے کہا۔

"ہاں! میرے آقا! آپ نے درست سُنا ہے۔ دیوؤں
کے دیوتا نے اس سلسلے میں منع کر رکھا ہے اس
لئے عام طور پر دیو آدم زاد عورتوں سے شادی نہیں
کرتے۔ مگر جو ایسا کرنا چاہے اُسے انتہائی کڑی شرطوں
سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایسی شرطیں جو بظاہر ناممکن ہیں
مگر ڈمبالو کے باپ نے جو ایک بے حد طاقتور دیو تھا

ڈمبالو کی ماں کی خاطر یہ کڑی شرطیں پوری کرلیں
اور دیوتا نے ان کی شادی کی اجازت دے دی۔
چنانچہ ڈمبالو اسی شادی کا نتیجہ ہے مگر ڈمبالو کی
ماں ڈمبالو کی پیدائش کے وقت ہی مرگئی تھی اور
ڈمبالو کے باپ نے اپنی بیوی کے مرنے کے صدمے
میں خودکشی کرلی تھی۔ چنانچہ بوساگا دیو نے ڈمبالو کو
اپنے پاس رکھ لیا اور تب سے وہ اسی کے پاس
رہتا ہے اور اب وہ اس کا خادم خاص ہے"۔ دیو
نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ! حیرت انگیز بات ہے۔ کیا اس سے پہلے یا
بعد میں بھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی دیو اور آدم زاد
عورت کی شادی ہوئی ہو"۔ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے
پوچھا۔
"نہیں میرے آقا! جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے
یہ پہلی اور آخری مثال ہے۔ وہ شرطیں ہی اتنی
کڑی ہیں کہ کوئی دیو انہیں پورا کرنے کی ہمت نہیں
کرسکتا۔ نجانے ڈمبالو کے باپ نے یہ شرطیں کیسے
پوری کرلیں"۔ دیوؤں نے جواب دیا۔
"اچھا ٹھیک ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ ڈمبالو

سے بھی ہم نپٹ لیں گے۔ اب تم جاؤ۔" چلوسک
نے کہا اور دیو انہیں سلام کر کے غائب ہو گئے۔
دیوؤں کے جانے کے بعد وہ دونوں لانچ میں
سوار ہو گئے اور چلوسک نے لانچ سٹارٹ کی اور پھر
اس کی رفتار تیز کرتا چلا گیا۔
لانچ انتہائی تیز رفتاری سے پانی کا سینہ چیرتی ہوئی
سمندر میں بڑھتی چلی گئی۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان
میں ایک کافی بڑا تخت بچھا ہوا تھا۔ تخت انتہائی
قیمتی موتیوں سے بنا ہوا تھا۔ کمرے کی دیواروں پر
بھی جگہ جگہ قیمتی موتی لگے ہوئے تھے۔ تخت پر
ایک ہیبت ناک شکل والا دیو بیٹھا ہوا تھا۔ تخت
کے سامنے ایک انتہائی لحیم شحیم دیو نما انسان ہاتھ
باندھے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے صرف زیر جامہ پہنا ہوا
تھا۔ اس کا جسم بے حد طاقتور تھا۔ اس کی شکل
انتہائی عجیب و غریب تھی۔ وہ سر سے بالکل گنجا
تھا اس کے علاوہ اس کے پورے سر پر سلوٹیں
پڑی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے سر
پر موجود کھال ڈھیلی ہو۔ کیونکہ جیسے ہی وہ دانت

بھینچتا یا زور لگاتا تو اس کے سر کی کھال سمٹ
جاتی اور کبھی وہ بالکل سپاٹ ہو جاتی۔ اس کے
کان کافی بڑے بڑے تھے اور کانوں کا نچلا حصہ
انسانوں کی طرح گول ہونے کی بجائے نوکیلا تھا
اس کی آنکھیں بھی بڑی بڑی اور قدرے نوکیلی تھیں
اس کی ناک طوطے کی طرح آگے سے مڑی ہوئی
تھی اور خاصی لمبی تھی اس کی ٹھوڑی اور گردن
کا نچلا حصہ بھی کافی بڑا اور پھولا ہوا تھا ٹھوڑی
اتنی بڑی اور پھیلی ہوئی تھی کہ گردن نظر ہی
نہ آتی تھی۔ داڑھی مونچھ نام کی کوئی چیز نہیں
تھی بلکہ داڑھی مونچھ تو ایک طرف رہی اس کے
پورے جسم پر سر سمیت کہیں ایک بال بھی نہ
تھا۔ یہ ڈمبالو تھا بوساگا کا خادم خاص۔ جس کا
باپ دیو تھا اور ماں آدم زاد۔

"ڈمبالو! کیا وہ حسین لڑکی محل میں آگئی ہے؟"
بوساگا نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں سردار! میں نے ایک دیو بھیج کر اُسے
اٹھوا لیا تھا وہ اس وقت محل میں موجود ہے۔ کیا
اُسے حاضر کیا جائے"؟ ڈمبالو نے بڑے مؤدبانہ لہجے

میں پوچھا۔

"ہاں ڈمبالو! اُسے پیش کرو۔ مگر تمہیں معلوم ہے
کہ میں آدم زاد عورتوں کو کس روپ میں دیکھنا پسند
کرتا ہوں"۔ بوساگا نے بڑے بڑے دانت نکال کر
کریہہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں سردار! ڈمبالو اچھی طرح جانتا ہے۔ آپ
کے حکم کی تعمیل ہوگی مگر وہ لڑکی جب سے
آئی ہے مسلسل رو رہی ہے۔ کسی طرح چپ
ہی نہیں ہوتی"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں، مجھے بےبسی سے روتی ہوئی
لڑکیاں اور بھی زیادہ اچھی لگتی ہیں۔ میں اسے خود
چپ کرا لونگا۔ تم اُسے پیش کرو"۔ بوساگا نے اطمینان
سے پُر لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر سردار"! ڈمبالو نے جواب دیا اور پھر مڑ کر
تیزی سے اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

بوساگا نے بیٹھے ہوئے اپنے قریب پڑے ہوئے
بڑے سے جگ کو جس میں شراب بھری ہوئی تھی
اٹھا کر اپنے منہ سے لگا لیا۔

تھوڑی دیر بعد بوساگا کو کمرے کے دروازے کے

باہر انسانی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ یہ کسی عورت
کی آواز تھی جو بُری طرح رو اور چیخ رہی تھی
بوساگا سمجھ گیا کہ ڈمبالو اس لڑکی کو لے آرہا ہے
اور پھر چند لمحوں بعد ڈمبالو اندر داخل ہوا۔ اس
نے بڑھیا کی بیٹی شانو کو یوں اپنے طاقتور ہاتھوں
میں دبوچا ہوا تھا جیسے کوئی باز چڑیا کو دبوچتا
ہے۔ شانو بُری طرح رو رہی تھی اور مچل
رہی تھی مگر ڈمبالو کی گرفت بے حد مضبوط تھی
اس کے علاوہ شانو کے جسم پر ایک کپڑا بھی نہ
تھا۔

ڈمبالو نے اُسے بوساگا کے تخت کے سامنے بچھے
ہوئے قالین پر پٹخ دیا اور شانو نیچے گرتے ہی بُری
طرح سمٹ گئی۔ اُسے اپنے ننگے پن پر بے حد شرم
آرہی تھی۔ روتے روتے اس کی آنکھیں خون کبوتر
کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"لڑکی کھڑی ہو جاؤ"۔ بوساگا نے انتہائی گرجدار
آواز میں اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"نہیں نہیں، خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ مجھے
لباس لادو۔ ورنہ میں شرم سے مر جاؤں گی"۔ شانو

نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"ڈمبالو"۔ بوساگا نے ڈمبالو سے مخاطب ہوکر سخت
لہجے میں کہا۔

اور ڈمبالو نے آگے بڑھکر نیچے بیٹھی ہوئی شانو
کے لمبے لمبے بال مٹھی میں جکڑے اور ایک جھٹکے
سے اُسے اوپر اٹھالیا۔

شانو چیختی ہوئی کھڑی ہوگئی مگر اب بھی اس
نے اپنا جسم سمیٹا ہوا تھا۔

"سیدھی کھڑی ہو جاؤ"۔ ڈمبالو نے اُسے ہلکا سا
تھپڑ مارتے ہوئے خوفناک لہجے میں کہا گو ڈمبالو نے
اپنی طرف سے ہلکا سا تھپڑ مارا تھا مگر شانو جیسی
نرم و نازک لڑکی کے لئے اتنا ہی بہت تھا اس
کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس کے
منہ سے خون جاری ہوگیا اور خوف کی شدت میں
وہ اپنا ننگا پن بھی بھول گئی اور سیدھی کھڑی ہوگئی
البتہ اس کی آنکھوں سے اب بھی آنسو جاری تھے۔

"لڑکی! اب سب کچھ بھول جاؤ۔ یہاں سے تم
واپس نہیں جاسکتی۔ اگر تم میرا حکم مانوگی تو عیش
کروگی ورنہ تم جانتی ہوکہ ہم کتنے طاقتور ہیں۔ ہم

چاہیں تو تمہاری بوٹی بوٹی کر کے چیل کوّوں کو کھلا دیں اور اگر تم نے ہمارا کہا نہ مانا تو ...." بوساگا نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ فقرہ پورا کرتا، ایک دیو تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔

"سردار سردار"! دیو نے جھکتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے"؟ بوساگا نے چونک کر پوچھا۔

"سردار! ایک کشتی ہمارے جزیرے کی طرف آ رہی ہے۔ اس میں دو لڑکے سوار ہیں۔ وہ ابھی جزیرے سے کافی دور ہے مگر اس کا رخ ہمارے جزیرے کی طرف ہی ہے" آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! کون بدبخت ہیں وہ، جنھوں نے ہمارے جزیرے کی طرف آنے کی جرأت کی ہے انہیں پتھر مار مار کر ڈبو دو" بوساگا نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر سردار! آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی" آنے والے دیو نے جواب دیا اور سلام کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"ڈمبالو! فی الحال اس لڑکی کو لے جاؤ اور اسے"

سمجھاؤ کہ ہمارا حکم ماننے سے وہ فائدے میں رہے گی۔ کشتی کی اطلاع نے ہماری طبیعت مکدر کر دی ہے۔ اور تم بھی جا کر دیکھو کہ اس کشتی کو ڈبو دیا گیا ہے یا نہیں" بوساگا نے کہا۔

"بہتر سردار"! ڈمبالو نے کہا اور شانو کو دبوچے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بوساگا نے ایک بار پھر شراب سے بھرے ہوئے جگ کو اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔

چلوسک ملوسک کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے
تین روز گذر چکے تھے۔ اس دوران وہ مسلسل سفر
کرتے رہے تھے۔ جب چلوسک سوتا تو ملوسک لانچ
چلاتا اور جب ملوسک سوتا تو چلوسک لانچ چلاتا۔
ابھی انہیں سمندر میں سفر کرتے ہوئے تیسرا روز تھا
کہ اچانک وہ ایک سمندری طوفان میں پھنس گئے۔
طوفان بے حد شدید تھا۔ اتنا شدید کہ ان کی لانچ
کسی تنکے کی طرح ڈولنے لگی۔ چلوسک ملوسک نے
سنبھلنے کی بے حد کوشش کی مگر توازن برقرار رکھنا
بڑا مشکل ثابت ہوا۔ وہ بار بار لہرا کر نیچے گرتے
اور پھر اٹھ کر لانچ کا اسٹیرنگ سنبھال لیتے۔ کیونکہ
لانچ کا توازن برقرار رکھنے کے لئے اسٹیرنگ کا سنبھالنا
ضروری تھا۔

پھر ایک بار جیسے ہی وہ دونوں گرے ان
دونوں کی جیبوں سے پستول نکل کر لانچ میں گر
پڑے اور اسی لمحے ان کی لانچ بُری طرح ڈولی اور
بالکل ایک طرف جھک گئی۔ وہ دونوں تو لانچ کے
سٹیرنگ سے چمٹ گئے مگر انہوں نے دیکھا کہ
ان دونوں کے پستول کھسکتے ہوئے لانچ کے کنارے
پر پہنچ گئے تھے اور لانچ کا وہی کنارہ سمندر کی
سطح کے قریب تھا۔

"ہمارے پستول، وہ سمندر میں گر پڑیں گے"۔ ان
دونوں نے وحشت بھرے لہجے میں چیختے ہوئے کہا
اور اسی لمحے لانچ ایک بار پھر ڈولی اور اس بار
لانچ کا دوسرا کنارہ نیچے ہوگیا اور ان کے پستول
پھر تیزی سے کھسکتے ہوئے ان کے پیروں کے
قریب آگئے۔

"ملوسک! دونوں پستول[1] اٹھا کر اندر کیبن میں رکھ
آؤ۔ کہیں یہ سمندر میں نہ جاگریں"۔ چلوسک نے چیخ
کر کہا اور ملوسک نے جھپٹ کر دونوں پستول اٹھائے
اور پھر ڈگمگاتا ہوا تیزی سے اس کیبن میں گھستا چلا

لہ۔ پستول انہیں کیسے ملے؟ اس کے لئے پڑھیئے "چلوسک ملوسک سبز ستارے میں"

گیا جس میں اسلحہ موجود تھا۔ چونکہ یہ اسلحہ ایک
بڑے سے صندوق میں رکھا ہوا تھا جو لانچ کے
فرش کے ساتھ میخوں سے جڑا ہوا تھا اس لئے
ملوسک نے سوچا کہ پستول اس صندوق میں محفوظ
رہیں گے۔ چنانچہ اس نے صندوق کا ڈھکنا کھولا اور
پستول اس میں رکھ کر ڈھکنا مضبوطی سے بند کر
دیا۔ اب وہ مطمئن تھا چنانچہ وہ پھر باہر آگیا اور
لانچ کا توازن سنبھالنے میں چلوسک کی مدد کرنے لگا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد طوفان کی شدت ختم ہوگئی
اور آہستہ آہستہ سمندر پُرسکون ہوتا چلا گیا۔

"خدا کی پناہ، کتنا خوفناک طوفان تھا۔ اللہ تعالیٰ
نے مہربانی کر دی کہ لانچ بچ گئی"۔ ملوسک نے
کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! واقعی بڑا خوفناک طوفان تھا"۔ چلوسک نے
کہا اور پھر لانچ میں موجود دُوربین اٹھا کر دیکھنے
لگا اور پھر اچانک وہ چونک پڑا۔

"جزیرہ، مجھے دور ایک جزیرہ نظر آرہا ہے"۔
چلوسک نے چیخ کر کہا۔

"دکھاؤ مجھے"۔ ملوسک نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا
اور چلوسک نے دُوربین اس کے حوالے کر دی۔
اور لانچ کا رخ اس جزیرے کی طرف موڑ دیا۔

"ہاں کوئی جزیرہ ہے۔ کافی بڑا ہے یہ"۔ ملوسک
نے دُوربین میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کیا، یہ تو دیو لگ رہے ہیں"۔ اچانک
چلوسک نے چیختے ہوئے کہا اور ملوسک نے بوکھلا
کر دُوربین اپنی آنکھوں سے ہٹائی اور دائیں طرف
دیکھنے لگا جدھر چلوسک دیکھ رہا تھا اور پھر اس
نے دیکھا کہ واقعی دو بڑے بڑے دیو ہاتھوں میں
بڑے بڑے پتھر اٹھائے آسمان پر اڑتے ہوئے تیزی
سے ان کی لانچ کی طرف بڑھے چلے آرہے تھے۔

"چلوسک! جلدی سے پستول لے آؤ۔ یہ دیو پتھر
مارکر لانچ کو ڈبونا چاہتے ہیں۔ جلدی کرو"۔ چلوسک
نے چیخ کر ملوسک سے کہا۔ اور ملوسک بھاگتا ہوا
کیبن کی طرف بڑھا۔

چند لمحوں بعد ملوسک دو پستول اٹھائے باہر آیا
اور اس نے ایک پستول چلوسک کے ہاتھ میں پکڑا
دیا۔ اس وقت دونوں دیو ان کی لانچ کے اوپر
پہنچ گئے تھے۔

"فائر کرو فائر، وہ پتھر پھینکنے والے ہیں!" چلوسک نے چیخ کر کہا اور اس نے لانچ کی رفتار یکدم تیز کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی ملوسک کے ساتھ پستول کا رخ ان دیوؤں کی طرف کرکے ٹریگر دبا دیا۔

جیسے ہی ان دونوں نے پستولوں کے ٹریگر دبائے دو زبردست دھماکے ہوتے اور ان کے پستولوں سے شعاعوں کی بجائے گولیاں نکل کر اوپر دیوؤں کی طرف بڑھیں۔

"ارے یہ کیا، یہ تو ہمارے پستول نہیں ہیں!" دونوں کے حلق سے بے اختیار آواز نکلی۔

"مارو مارو فائر کرو۔ اب اپنے پستول اٹھانے کا وقت نہیں ہے۔" چلوسک نے چیخ کر کہا اور پھر انہوں نے مسلسل ٹریگر دبانا شروع کر دیئے ان کے پستولوں سے گولیاں نکلتی رہیں دھماکے ہوتے رہے مگر ایک بھی گولی دیوؤں کو نہ لگی۔

دیو ہاتھوں میں بڑے بڑے پتھر اٹھائے مسلسل ان کی لانچ پر پرواز کرتے رہے۔ پھر اچانک ایک دیو کے ہاتھ میں تھاما ہوا چٹان نما پتھر اس کے

ہاتھوں سے نکل کر سیدھا لانچ کی طرف آیا۔ چلوسک ملوسک دونوں سمجھ گئے تھے کہ اگر ایک بھی پتھر ان کی لانچ پر گر پڑا تو ان کی لانچ کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ چنانچہ جیسے ہی دیو نے پتھر پھینکا چلوسک نے لانچ کی رفتار کو یکدم تیز کرتے ہوتے انتہائی پھرتی سے اس کا رخ بدل دیا اور لانچ اس پتھر کی زد سے بال بال بچ گئی اور یہ بھی قدرت کی طرف سے ایک امداد ہی تھی کہ دیو کے پتھر پھینکنے سے چلوسک نے لانچ موڑی اور اگر چلوسک لانچ نہ موڑتا تو سمندر میں سے ابھرے ہوتے خوفناک اژدہے نے یقیناً چلوسک کو ڈس لینا تھا۔ پتھر تیر کی طرح ایک دھماکے سے اژدہے کے سر پر لگا اور سمندر میں غائب ہوگیا۔

ابھی چلوسک نے بڑی مشکل سے لانچ کو سنبھالا تھا کہ دوسرے دیو نے نشانہ تاک کر پتھر لانچ پر پھینک دیا۔

چلوسک نے اس کے پتھر گراتے ہی لانچ کا ایک بٹن دبایا اور لانچ بجائے آگے بڑھنے کے

یکدم ایک جھٹکا کھاکر پیچھے کی طرف ہٹی اور یہی ان کے لئے بہتر ہوا کیونکہ دیو نے پتھر عین اس جگہ پر پھینکا تھا جہاں اسٹیرنگ تھا اور اگر چلوسک لانچ کو آگے کی طرف بڑھاتا تو یقیناً پتھر کیبنوں کے اوپر پڑتا اور یقینیاً لانچ تباہ ہو جاتی۔ چونکہ اسٹیرنگ کے بعد لانچ کا صرف منہ آگے تھا اس لئے جب لانچ تیزی سے پیچھے ہٹی تو پتھر لانچ پر پڑنے کی بجائے اس کے آگے گرا اور لانچ بچ جانے کے باوجود بھی پتھر سے پیدا ہونے والی لہروں کی زد میں آکر لٹو کی طرح گھوم گئی۔ اور چلوسک علوسک دونوں نے اسٹیرنگ سے چمٹ کر بڑی مشکل سے لانچ کا توازن برقرار رکھا۔

جیسے ہی لانچ سیدھی ہوئی۔ دونوں دیو جو لانچ کے اوپر اڑ رہے تھے، بجلی کی سی تیزی سے لانچ پر جھپٹے۔ اپنے نشانے خطا ہوجانے پر وہ بے حد غصے میں تھے۔ مگر اب چلوسک علوسک ان کی زد میں کیسے آتے تھے۔

چلوسک نے انتہائی تیزی سے لانچ کا رخ اس طرح موڑا کہ وہ دونوں دیو لانچ پر آنے کی

بجائے سیدھے سمندر میں جاگرے۔ مگر وہ چونکہ سمندری دیو تھے اس لئے سمندر میں گرتے ہی انہوں نے قلابازی کھائی اور پھر وہ تیر کی طرح پانی پر تیرتے ہوئے لانچ کی طرف بڑھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ لانچ کو ہاتھوں سے پکڑ کر الٹ دیں گے اور ہونا بھی ایسے ہی تھا مگر چلوسک نے انتہائی پھرتی سے لانچ کا سٹیرنگ کاٹا اور وہ لانچ کو ان کی زد سے بچا کر لے جانے میں کامیاب ہوگیا مگر وہ دونوں دیو بھی بے حد پھرتیلے تھے انہوں نے بھی انتہائی تیزی سے رخ بدلا اور پھر لانچ کی طرف چھلانگ لگا دی۔

اب اس بات کا موقعہ نہ تھا کہ چلوسک لانچ کو بچاتا اس لئے اس نے دوسرا داؤ کھیلا اور لانچ کی رفتار انتہائی تیز کر کے اُسے سیدھا دیوؤں کی طرف لے جاتا گیا۔ لانچ رائفل سے نکلنے والی گولی کی طرح ان دونوں دیوؤں کی طرف بڑھی اور پھر ایک دیو نے تو غوطہ مار کر اپنی جان بچالی مگر دوسرا دیو بروقت غوطہ نہ لگا سکا اور لانچ انتہائی تیز رفتاری سے تیرتی ہوئی پوری

قوت سے دیو کے سینے سے ٹکرائی اور دیو کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہ لانچ کے ساتھ ہی پانی میں دور تک گھسٹتا چلا گیا۔ لانچ کے تیز کناروں نے دیو کا سینہ پھاڑ دیا تھا اور پھر جب چلوسک نے لانچ کا رخ موڑا تو دیو کی لاش پانی پر تیرتی ہوئی دور نکلتی چلی گئی۔ اس جگہ کا پانی دیو کے خون سے سرخ ہوگیا تھا۔

دوسرا دیو جس نے پانی میں غوطہ مار کر اپنی جان بچائی تھی۔ کافی دور جاکر پانی میں سے سر نکالا اور چلوسک نے ایک بار پھر اس کی طرف لانچ کو موڑ دیا۔ مگر وہ پھر غوطہ لگا گیا۔ شاید وہ لانچ سے خوفزدہ ہوچکا تھا۔

اسی دوران ملوسک بھاگتا ہوا کیبن میں گیا اور اس نے صندوق کھول کر اپنے پستول ڈھونڈنے شروع کر دیئے۔ طوفان کے ہچکولوں کی وجہ سے ان کے پستول باقی پستولوں میں مل گئے تھے اور پہلے جلدی میں ملوسک دوسرے پستول اٹھا کر لے گیا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے اپنے پستول مل گئے اور وہ انھیں لے کر کیبن سے باہر آگیا۔

دوسرے دیو اور لانچ کے درمیان ابھی تک آنکھ مچولی جاری تھی۔

ملوسک نے لانچ کا کنارہ ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے پستول سمندر کی طرف تان کر دیو کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

پھر جیسے ہی دیو نے دوبارہ پانی سے سر باہر نکالا۔ ملوسک نے پھرتی سے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے پستول سے سرخ شعاع نکلی اور ایک زبردست دھماکے سے دیو کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہوگئی اور سمندر کا پانی اس کے خون سے سُرخ ہوگیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی لاش پانی پر تیرنے لگی۔ بے سر کی لاش۔

”اوہ! اللہ نے بچالیا، بڑا خوفناک حملہ کیا تھا انہوں نے“۔ چلوسک نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اب اس بات کا تو یقین ہوگیا کہ واقعی یہ جزیرہ بوساگا کا ہے“۔ ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”ہاں! اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دیو کبھی بھی ہم پر حملہ نہ کرتے“۔ چلوسک نے کہا۔

"مگر چلوسک! یہ تو ابتدائی حملہ تھا ظاہر ہے جزیرے پر تو بےشمار دیو ہوں گے۔ ہم کس طرح جزیرے پر پہنچیں گے؟" ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"اللہ مالک ہے"۔ چلوسک نے لاپرواہی سے کہا اور پھر لانچ کا رخ تیزی سے جزیرے کی طرف موڑ دیا۔ لانچ خاصی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جزیرہ اب بڑا نظر آنے لگ گیا تھا اور انہوں نے دیکھا کہ واقعی جزیرے پر موجود درخت چتوں سے بالکل خالی تھے۔

پھر جیسے ہی ان کی لانچ جزیرے کے قریب پہنچی۔ انہوں نے دیکھا کہ بےشمار دیو ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے پکڑے دیوار کی صورت میں ساحل پر کھڑے ہوئے تھے۔

چلوسک نے دور سے ہی لانچ کا رخ جزیرے کی دوسری سمت موڑ دیا۔ مگر ادھر بھی دیو موجود تھے۔ پھر ان کی لانچ نے پورے جزیرے کا چکر کاٹ لیا مگر ہر طرف انہیں دیو قطار در قطار کھڑے نظر آئے۔

"اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ پستول استعمال کئے جائیں؟"۔ چلوسک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لانچ کی رفتار تیز کی اور ان کی لانچ خاصی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھنے لگی۔

دیو بڑے اطمینان سے کھڑے تھے۔ جیسے انہیں پرواہ ہی نہ ہو۔

"فائر"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور ملوسک نے جو اپنے پستول کا رخ پہلے ہی دیووں کی طرف کئے ہوئے تھا ٹریگر دبا دیا۔

چلوسک نے بھی اسٹیرنگ کو ایک ہاتھ سے سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے فائر کھول دیا۔ وہ دونوں پستولوں کو دائیں بائیں حرکت دے رہے تھے اور انہوں نے ٹریگر مسلسل دبا رکھے تھے۔

پھر ساحل پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ پستولوں سے نکلنے والی شعاعوں سے زبردست دھماکے پیدا ہوتے اور دیووں کے جسموں کے ٹکڑے اڑ کر فضا میں بکھرنے لگے۔

چند دیووں نے انہیں نیزے مارنے کی کوشش

کی مگر بے سود۔ چلوسک علوسک کے پستولوں نے چند ہی
لمحوں میں میدان صاف کر دیا اور اسی لمحے لانچ
کنارے سے جا لگی۔
چلوسک نے انتہائی پھرتی سے لنگر پھینکا اور پھر
وہ دونوں چھلانگیں مار کر جزیرے پر چڑھ گئے۔ وہ
انتہائی چوکنے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے
اور ممکنہ حملے سے بچنے کی خاطر ان دونوں نے
اپنے آپ کو درختوں کے تنوں کی آڑ میں چھپایا
ہوا تھا مگر جزیرے پر ہر طرف سکون ہی سکون
تھا۔ کہیں کوئی حرکت نظر نہیں آ رہی تھی۔
"آگے بڑھو، ہم کب تک یہاں چھپے رہیں گے"۔
چلوسک نے کہا اور پھر وہ درختوں کی آڑ لیتے
ہوئے جزیرے کے اندر بڑھتے چلے گئے۔

ڈمبالو کو جب اطلاع ملی کہ وہ دونوں دیو جو لانچ پر پتھر پھینکنے گئے تھے ہلاک ہو گئے ہیں تو ایک لمحے کے لئے وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ کیونکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ کوئی آدم زاد دیوؤں کو ہلاک کر دے۔

"وہ اب جزیرے کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں"۔ ایک دیو نے آکر ڈمبالو کو اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں زندہ گرفتار کیا جائے میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے دیوؤں کو کس طرح ہلاک کیا ہے"۔ ڈمبالو نے حکم دیا اور دیو تیزی سے باہر چلا گیا۔

ڈمبالو غصے سے پیچ وتاب کھاتا ہوا اپنے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اور ابھی اسے وہاں ٹہلتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک کان پھاڑ دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی دیوؤں کی چیخوں نے پورے جزیرے کو لرزا دیا۔ ڈمبالو بھاگتا ہوا اپنے محل سے باہر نکل آیا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ سمندر کی طرف سے سرخ شعاعیں آتیں اور زبردست دھماکوں کے ساتھ دیوؤں کے جسموں کے پرخچے اڑ جاتے۔ باقی دیو خوفزدہ ہوکر جزیرے کے اندر کی طرف بھاگتے چلے گئے۔

"حیرت انگیز، انتہائی حیرت انگیز"۔ ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے بوساگا کے محل کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ محل کے دروازے پر ہی اس کا ٹکراؤ بوساگا سے ہو گیا جو وحشت کے عالم میں باہر بھاگا چلا آرہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ڈمبالو۔ یہ دھماکے اور دیوؤں کی چیخیں، یہ سب کیا ہے"؟ بوساگا نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں اسی کے متعلق آپ کو بتانے آرہا تھا"۔ ڈمبالو

نے جواب دیا اور پھر اس نے بوساگا کو پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ! اس کا مطلب ہے کافی خطرناک لوگ ہیں یہ"۔ بوساگا نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ہاں میں اسی لئے انہیں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں کہ اس راز کے بارے میں معلوم کر سکوں کہ انہوں نے کس طرح ہمارے اتنے دیوؤں کو ہلاک کر دیا"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

"مگر ڈمبالو! ایسا نہ ہو کہ تم انہیں زندہ پکڑنے کے چکر میں ہی رہو اور وہ ہمارے جزیرے کو ہی تباہ کر دیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ان کا خاتمہ کر دو"۔ بوساگا نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں سردار! وہ اب مزید نقصان نہیں پہنچا سکیں گے"۔ ڈمبالو نے اطمینان سے پُر لہجے میں کہا۔

"اچھا تو ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی"۔ بوساگا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور واپس محل میں چلا گیا۔

بوساگا کی اجازت ملتے ہی ڈمبالو تیزی سے بھاگتا

ہوا اس طرف بڑھا جدھر دھماکے ہوئے تھے۔ تھوڑی دور جاکر ڈمبالو ایکدم کسی خیال سے ٹھٹھک کر رک گیا۔ اُسے خیال آیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا اچانک ان آدم زادوں سے سامنا ہو جائے اور وہ اُسے بھی دوسرے دیوؤں کی طرح پُراسرار انداز میں ہلاک کر دیں۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر وہ کس طرح دیوؤں کو ہلاک کرتے ہیں۔

یہ سوچ کر وہ تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ کافی اونچائی پر جاکر اُسے وہ دونوں آدم زاد دور سے جزیرے کی طرف آتے نظر آگئے۔ وہ دونوں درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں دو ننھی ننھی لکڑیاں سی پکڑی ہوئی تھیں۔

اور پھر اُسی لمحے کسی طرف سے تین دیو ان پر جھپٹے۔ مگر ڈمبالو یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ دیوؤں کو دیکھتے ہی انہوں نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی لکڑیاں سیدھی کیں اور پھر ان کی لکڑیوں سے سرخ رنگ کی لہریں سی نکلیں اور تینوں دیوؤں کے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں بٹ گئے اور ان کے

ساتھ ساتھ دو درخت بھی نیچے آگرے۔ یہ وہ درخت تھے جن پر سرخ رنگ کی لہریں پڑی تھیں۔

"ہوں! تو یہ سارا کھیل ان لکڑیوں کا ہے۔" ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے درخت پر بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ درخت سے نیچے اتر کر وہ بھی درختوں کی آڑ لیتا ہوا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا مگر وہ سیدھا ان کی طرف نہیں جا رہا تھا بلکہ ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ ان کی پشت پر آگیا اور پھر دبے پاؤں آگے بڑھتا چلا گیا۔

چلوسک ملوسک دونوں ابھی تک درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اب وہ تقریباً جزیرے کے درمیان میں پہنچ چکے تھے اور بوساگا کے محل کے قریب پہنچنے والے تھے۔

ڈمبالو ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ پھر اچانک اسے موقع مل گیا اور اس نے چھلانگ لگائی اور ملوسک کو یکدم اپنے دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر اٹھا لیا۔ اس نے ملوسک کو پکڑتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ سے وہ لکڑی چھینی۔ اور پھر اس سے

ملوسک کی چیخ سن کر چلوسک پلٹتا، ڈمبالو پہلے ہی ملوسک کو چلوسک پر پھینک دیا اور چلوسک ملوسک سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا اور اس اچانک جھٹکے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے پستول نکل کر دور جا گرا۔ ڈمبالو نے جھپٹ کر وہ پستول بھی اٹھا لیا۔

اب چلوسک ملوسک نہتے کھڑے تھے۔ ڈمبالو چند لمحوں تک بغور ان پستولوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے ان دونوں کو ایک ہاتھ میں پکڑا اور ان دونوں کی طرف بڑھنے لگا۔

چلوسک ملوسک پھرتی سے دائیں بائیں ہٹتے چلے گئے۔ وہ جسمانی طور پر ڈمبالو کا تو مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ البتہ پھرتی اور چالاکی سے وہ شاید اسے مار گراتے اور اب ان دونوں کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا کیونکہ ان کے پستول بھی اس کے قبضے میں تھے۔

ڈمبالو نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے چلوسک کو جھپٹنا چاہا۔ مگر چلوسک انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور ڈمبالو اپنے ہی زور میں گھومتا

چلا گیا۔

اُسی لمحے ملوسک تیزی سے آگے بڑھ کر ڈمبالو کی پشت پر آیا اور پھر اس نے ڈمبالو کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول چھیننے چاہے مگر ڈمبالو بیحد ہوشیار تھا۔ وہ تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ملوسک اس کی گرفت میں آگیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ملوسک کو اپنی بغل میں دبا لیا۔ ملوسک بیچارے کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ڈمبالو کی بغل میں اس کا دم گھٹتا چلا جارہا تھا۔

چلوسک نے جیسے ہی ملوسک کی چیخ سنی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے اچھل کر زور سے ڈمبالو کے پیٹ میں ٹکر مارنے کی کوشش کی۔ مگر کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ بھلا چلوسک کی ٹکر کا ڈمبالو پر کیا اثر ہونا تھا ڈمبالو نے زور سے ہاتھ کو حرکت دی اور چلوسک کے منہ پر زور کا تھپڑ پڑا اور وہ بیچارہ چیخ مار کر تین چار فٹ دور جا گرا۔

تھپڑ کچھ اس قوت سے پڑا تھا کہ چلوسک بیچارے کے دماغ پر اندھیرا سا چھاگیا۔ اس نے سر جھٹک

کر اٹھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ دوسرے لمحے وہ بے ہوش ہوکر زمین پر گر گیا تھا۔

ادھر ملوسک بیچارے کا بُرا حال تھا۔ ڈمبالو نے اسے بھی ایک تھپڑ مارا تو اس کی گردن پر۔ ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے دماغ پر بھی اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ وہ بے ہوش ہوکر اُس کی بغل میں ہی لٹکتا چلا گیا۔

ڈمبالو نے اُسے بیہوش ہوتے دیکھکر اُسے زمین پر رکھا اور پھر آگے بڑھ کر چلوسک کو بھی اٹھا لیا اور پھر اُسے اٹھاکر اس نے اُسے بھی ملوسک کے قریب لٹا دیا اور پھر ڈمبالو نے مخصوص انداز میں زور سے نعرہ لگایا۔

ڈمبالو کے نعرہ لگاتے ہی دس بارہ دیو ہاتھوں میں نیزے پکڑے اس کی طرف بھاگتے چلے آئے۔

"ان دونوں کو اٹھاکر میرے پیچھے آؤ"۔ ڈمبالو نے فخریہ لہجے میں کہا۔

دو دیؤوں نے چلوسک ملوسک کو اٹھالیا اور ڈمبالو ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستولوں کو غور سے دیکھتا ہوا بوساگا کے محل کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دیکھ رہا

تھا کہ آخر ان عجیب و غریب چیزوں میں کیا
چیز بھری ہوئی ہے جن سے دیو مر جاتے ہیں پھر
اس کی انگلی ایک پستول کے ٹریگر پر جمی اور اس
نے جیسے ہی انگلی کو حرکت دی۔ پستول میں سے
شعاع نکلی اور ایک طرف سے آنے والے ایک دیو پر
پڑی۔ جیسے ہی شعاع دیو پر پڑی ایک دھماکہ ہوا
اور دیو کے جسم کے پرخچے اڑ گئے۔ اور باقی دیو
چیختے ہوئے دور بھاگ گئے۔

ڈمبالو نے سر ہلایا۔ اب وہ ان پستولوں کی تکنیک
سمجھ گیا تھا۔ اس نے تجربے کے طور پر اس
کا رخ ایک درخت کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا
ٹریگر دبتے ہی اس میں سے سرخ شعاع نکل کر
درخت پر پڑی اور درخت ایک دھماکے سے زمین
بوس ہوگیا۔

"حیرت انگیز، انتہائی حیرت انگیز"۔ ڈمبالو نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

جلد ہی وہ بوساگا کے محل میں داخل ہو گیا۔
محل میں داخل ہوتے ہی اُسے اطلاع ملی کہ بوساگا
اپنے خاص کمرے میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔

ڈمبالو سیدھا بوساگا کے کمرے کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔

"کیا ہوا ڈمبالو؟ کیا وہ آدم زاد پکڑے گئے"۔ بوساگا
نے اسے دیکھتے ہی چیخ کر پوچھا۔

"ہاں سردار! میں انہیں پکڑ لایا ہوں"۔ ڈمبالو نے
مسکراتے ہوئے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ کہاں ہیں۔ میرے سامنے پیش کرو"۔ بوساگا نے
اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"انہیں اندر لے آؤ"۔ ڈمبالو نے چیخ کر کہا۔ اور
پھر دو دیو کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے بیہوش
چلوسک ملوسک کو اٹھایا ہوا تھا۔ پھر ڈمبالو کے
اشارے پر انہوں نے ان دونوں کو بوساگا کے سامنے
زمین پر ڈال دیا۔

"ہوں! یہ ہیں وہ آدم زاد، جنہوں نے میرے بیشمار
دیو مار ڈالے ہیں"۔ بوساگا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں سردار!" ڈمبالو نے جواب دیا۔

"مگر مجھے یقین نہیں آرہا۔ یہ تو اتنے مختصر ہیں
کہ اگر میں پھونک مار دوں تو یہ اڑتے ہوئے سمندر
پار جا گریں"۔ بوساگا نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر میں خود حیران ہوں۔ میں چاہتا ہوں سرداز! آپ انہیں میرے حوالے کر دیں تاکہ میں یہ راز سمجھ سکوں"۔ ڈمبالو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے یہ راز ضرور سمجھو اور کل انہیں پھر میرے سامنے پیش کرنا۔ میں ان سے خود بھی بات چیت کرنا چاہتا ہوں"۔ بوساگا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سرداز! میں کل نہ صرف انہیں آپ کے حضور پیش کروں گا بلکہ وہ راز بھی اس وقت تک میں معلوم کر لونگا"۔ ڈمبالو نے کہا اور پھر اس کے اشارے پر دیوؤں نے دوبارہ انہیں اٹھایا اور ڈمبالو کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

ڈمبالو کے ہاتھ میں اب بھی پستول پکڑے ہوئے تھے۔ بوساگا نے انہیں دیکھا ضرور تھا مگر نہ ہی اس کے بارے میں ڈمبالو سے بوساگا نے کچھ پوچھا تھا اور نہ ہی ڈمبالو نے خود بتایا تھا وہ دراصل ان پستولوں کے بارے میں مزید پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا کیونکہ ایسی حیرت انگیز اور خوفناک چیزیں اس

نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھیں اور اس کا تجسس جاگ اٹھا تھا اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا۔ کیونکہ بہرحال اس کی ماں آدم زاد تھی اور تجسس آدم زادوں کی ہی خصوصیت ہوتی ہے۔

چلوسک ملوسک کی جب آنکھ کھلی تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک کافی بڑے کمرے میں پڑا ہوا پایا۔ ان دونوں کے ہاتھ ان کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ہی ہوش میں آتے ہی اٹھکر بیٹھ گئے۔

ان کے سامنے ہی ڈمبالو ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں پستول ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھے۔

"تم ہوش میں آگئے آدم زاد"۔ ڈمبالو نے قدرے خوفناک لہجے میں کہا۔

"ہاں ہم ہوش میں آگئے ہیں"۔ چلوسک نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تم اس جزیرے میں کیوں آئے تھے؟" ڈمبالو کی بز نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"بڑھیا کی بیٹی کو چھڑانے جسے سمندری دیو اٹھا ر لایا تھا"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"اوہ! تو تم اس لڑکی کی خاطر آئے ہو۔ کیا وہ لڑکی تمہاری بہن ہے؟" ڈمبالو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں، ہماری سگی بہن تو نہیں ہے مگر اس کے ساتھ ظلم ہوا ہے اس لئے ہم اس ظلم کا خاتمہ کرنے آئے ہیں"۔ اس بار ملوسک نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تم نے ہمارے کتنے دیو مار ڈالے ہیں اور تم جانتے ہو کہ تمہیں اس کی کیا سزا ملے گی"۔ ڈمبالو نے خوفناک لہجے میں کہا۔

"تم زیادہ سے زیادہ ہمیں مار ڈالوگے بس۔ مگر یاد رکھنا کہ ہم آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں"۔ چلوسک نے۔ اُسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ابھی تم میں دم خم ہے۔ تم اتنے مختصر ہونے کے باوجود بہادر ہو۔ یہ قابلِ تعریف بات ہے"۔ ڈمبالو نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"تم ڈمبالو تو نہیں ہو"؟ اچانک چلوسک نے پوچھا۔

"ہاں! میرا نام ڈمبالو ہے۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا"؟ ڈمبالو نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہاری ماں آدم زاد تھی"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں یہ درست ہے۔ مگر تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں"؟ ڈمبالو نے اور بھی زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس بات کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ آخر تم لوگ لڑکیوں کو یہاں لاکر کیا کرتے ہو"؟ چلوسک نے پوچھا۔

"ہمارے سردار بوساگا کو شوق ہے کہ دنیا کی حسین لڑکیاں اس کے محل میں موجود رہیں۔ وہ ان کا ناچ دیکھ کر خوش ہوتا ہے"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

"بس صرف ناچ دیکھنے کے لئے"؟ چلوسک نے پہلی بار حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! بس ناچ دیکھ لیا۔ خدمت لے لی۔ جس لڑکی کی خاطر تم آئے ہو، اس نے ابھی تک بوساگا

کے سامنے ناچ نہیں کیا۔ آج وہ ناچ کرنے والی ہے۔ کیا تم وہ ناچ دیکھو گے"؟ ڈمبالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم کسی مظلوم لڑکی کو ناچتی نہیں دیکھ سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اس لڑکی کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ ہم تمہارے دوسرے معاملات میں دخل نہیں دیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں تم، تمہارا سردار، یہ جزیرہ اور تمام دیو ہلاک کر دیئے جائیں گے"۔ چلوسک نے اُسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہاری طاقت کا تمام راز ان لکڑیوں میں ہے۔ اگر تمہارے پاس کچھ اور ہوتا تو تم اس طرح بے بس نہ ہوتے۔ میں نے تمہیں صرف یہ پوچھنے کے لئے زندہ رکھا ہے کہ تم نے یہ لکڑیاں کہاں سے حاصل کی ہیں اور ان لکڑیوں سے خوفناک لہر کیسے نکلتی ہے"۔ ڈمبالو نے کہا۔

"تم اس بات کو زندگی بھر نہیں سمجھ سکتے اور تمہیں نہیں معلوم کہ ہمارے پاس اور کیا کیا ہے۔ اس لئے تو ہم تمہیں کہہ رہے ہیں کہ اس لڑکی کو ہمارے ساتھ بھیج دو"۔ چلوسک نے کہا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے"۔ ڈمبالو نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ چلوسک کوئی جواب دیتا ایک دیو اندر داخل ہوا۔

"سردار نے آپ کو بلایا ہے اور کہا ہے کہ آدم زادوں کو بھی ہمراہ لے آئیں"۔ دیو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سردار کیا کر رہے ہیں"؟ ڈمبالو نے کرسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سردار نئی لڑکی کا ناچ دیکھنے والے ہیں"۔ دیو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔ ڈمبالو نے کہا۔

"آؤ آدم زادو! تم بھی اس لڑکی کا ناچ دیکھ لو جس کی خاطر تم یہاں آئے ہو۔ اس کے بعد ظاہر ہے تم نے مرنا تو ہے ہی"۔ ڈمبالو نے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے ان دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر اٹھایا۔

ڈمبالو انہیں لیکر مختلف کمروں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک لحیم شحیم

دیو تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ ڈمبالو نے ان دونوں
کو تخت کے سامنے زمین پر پٹخ دیا۔
"سردار! یہ نئی لڑکی کو لینے آئے ہیں"۔ ڈمبالو
نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"اچھا! اس لڑکی کو لینے، جس کا ناچ ہم ابھی
دیکھنے والے ہیں"۔ بوساگا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا
جواب دیتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دیو۔ شانو
کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ شانو کی حالت غیر تھی
______ اس کے جسم پر کوڑوں کی
ضربوں کے نشان تھے۔ اور اُسے لے آنے والے
کے ہاتھ میں ایک کوڑا ابھی تک موجود تھا۔ آنے
والے نے شانو کو تخت کے سامنے کھڑا کیا اور
پھر زور سے کوڑا لہراتے ہوئے کہا۔
"ناچو"۔ اس کے ساتھ ہی کوڑا لہراتا ہوا شانو
کے ننگے جسم سے ٹکرایا اور شانو کے حلق سے بے اختیار
چیخ نکل گئی اور وہ بےبسی سے ناچنے کی کوشش
کرنے لگی۔
شانو کو ناچتی دیکھ کر بوساگا کے حلق سے

بے اختیار قہقہہ نکلا اور پھر وہ چلوسک ملوسک سے
مخاطب ہوکر کہنے لگا۔
"دیکھو کیا یہ وہی لڑکی ہے جس کی خاطر تم
آئے ہو۔ کاش تم بھی لڑکیاں ہوتیں تو میں تمہارا
ناچ بھی دیکھتا۔ مجھے ننگی آدم زاد لڑکیوں کا ناچ
دیکھنے کا بیحد شوق ہے"۔
"بوساگا! کیا تم نے ڈمبالو کی ماں کا ننگا ناچ
کبھی دیکھا ہے۔ وہ بھی تو آدم زاد تھی"؟ اچانک
چلوسک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب؟ میری ماں تو مر چکی ہے اور اگر
زندہ بھی ہوتی تب بھی میں اسے کیسے برداشت
کر سکتا تھا کہ وہ ننگی ہوکر ناچے"۔ ڈمبالو نے
اچانک غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"تم جھوٹ بولتے ہو ڈمبالو! تمہاری ماں زندہ
ہے اور بوساگا نے اس کا ننگا ناچ دیکھا ہے"۔
چلوسک نے اُسے اکساتے ہوئے کہا۔
"اگر دیکھ بھی لیا ہو تو کیا ہوا۔ میں سردار ہوں
کس کی جرأت ہے کہ وہ میرے سامنے بول سکے"۔
اچانک بوساگا نے چیخ کر کہا۔ دراصل اُسے ڈمبالو

کی بات بُری لگی تھی۔

"ہاں! واقعی ڈمبالو میں یہ جرات نہیں کیونکہ یہ بےغیرت ہے۔ اپنی ماں کو ننگا نچواتا ہے"۔ چلوسک نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔ اگر تم نے دوسرا لفظ منہ سے نکالا تو میں ابھی تمہاری گردن مروڑ دونگا۔ میں بےغیرت نہیں ہوں۔ کس میں یہ جرات ہے کہ وہ میری ماں کو ننگا کرے۔ چاہے وہ سردار ہی کیوں نہ ہو"۔ ڈمبالو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے اور چلوسک دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ اس کا اندازہ بالکل درست نکلا تھا۔ اس نے یہ باتیں اس لئے کی تھیں کہ اُسے معلوم تھا کہ ڈمبالو میں آدم زاد کا خون شامل ہے اور آدم زادوں کے خون میں غیرت ضرور ہوتی ہے۔ اور اس کا اندازہ درست نکلا۔ ڈمبالو غیرت کھا گیا تھا۔

"بکواس مت کرو ڈمبالو! اپنی اوقات میں رہو۔ تم میرے خادم ہو"۔ بوساگا نے بھی جواب میں غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہارا خادم ہوں مگر میری ماں"۔ ڈمبالو نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"سنو ڈمبالو! تمہاری ماں آدم زاد تھی اس لحاظ سے ہر آدم زاد عورت تمہاری ماں ہے اور دیکھو اس وقت ابھی ایک آدم زاد عورت بوساگا کے سامنے ننگی کھڑی ہے۔ کیا یہ تمہاری ماں نہیں ہے؟ کیا وہ اس سے مختلف تھی؟" چلوسک نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہوں، تم واقعی ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ہر آدم زاد عورت میری ماں ہے اور اب میں کسی آدم زاد عورت کو سردار کے سامنے ننگا نہیں ناچنے دونگا"۔ ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ڈمبالو تمہاری یہ جرات"۔ بوساگا نے اس کی بات سُن کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں بوساگا! تم ایک دیو ہو۔ مگر میں آدم زاد عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں۔ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔ کبھی نہیں"۔ ڈمبالو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لپک کر شانو کو

اٹھایا اور بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
"پکڑو، ڈمبالو کو پکڑو۔ اسے قتل کر دو۔" بوساگا
بھی غصے کی شدت سے چیختا ہوا اس کے پیچھے
دوڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔
"کمال کر دیا چلوسک، تم نے ڈمبالو اور بوساگا
کو آپس میں لڑا دیا۔" ملوسک نے اس کے باہر جاتے
ہی کہا۔
"اس بات کو چھوڑو، میرے ہاتھ کھولو۔ میں نے
رسی ڈھیلی کر دی ہے۔" چلوسک نے گھوم کر اپنے
ہاتھ ملوسک کی پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں
کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
ملوسک نے اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اس کے
ہاتھ پکڑے اور پھر ڈھیلی رسی کو کھولنے لگا۔ چند
لمحوں کی جدوجہد کے بعد ہی اس کے ہاتھ آزاد
ہوگئے اور پھر اس نے پھرتی سے ملوسک کے ہاتھ
بھی کھول دیئے۔
"آؤ میرے ساتھ۔ ہمیں وہ پستول حاصل کرنے ہیں۔"
چلوسک نے کہا اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے کمرے
سے باہر نکل آئے۔

مختلف کمروں سے گزر کر وہ دونوں ایک برآمدے
میں پہنچے جہاں انہیں دور شور سا سنائی دیا اور
وہ اس شور کی سمت بھاگنے لگے۔
پھر جیسے ہی وہ ایک راہداری کا موڑ مڑے
انہوں نے دیکھا کہ بیشمار دیوؤں نے ڈمبالو کو محاصرے
میں لے رکھا ہے۔ تمام دیوؤں نے ہاتھوں میں نیزے
پکڑے ہوئے تھے۔ شانو بھی ان کے قریب ہی
کھڑی تھی اس کا چہرہ انتہائی خوفزدہ تھا۔
"اسے درخت سے باندھ دو اور ان آدم زادوں کو
لے آؤ۔ جن کی حمایت میں اس نے میرے سامنے
بولنے کی جرأت کی ہے۔ میں ان تینوں کے اپنے
ہاتھوں سے ٹکڑے کروں گا۔" بوساگا نے چیخ کر دیوؤں
سے کہا اور چند دیو نیزے لہراتے ہوئے اس کمرے
کی طرف بھاگے جہاں چلوسک ملوسک پہلے موجود تھے
باقی دیوؤں نے بڑی پھرتی سے مضبوط رسیوں کی
مدد سے ڈمبالو کو درخت سے باندھ دیا۔ ڈمبالو
سینکڑوں نیزوں کی وجہ سے بے بس ہو چکا تھا۔
چلوسک ملوسک نے یہ منظر دیکھا تو وہ بھاگتے
ہوئے اس کمرے کی طرف بڑھے جہاں انہیں ہوش

آیا تھا۔ کمرہ نزدیک ہی تھا۔

کمرے میں داخل ہوکر انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر انہیں ایک میز پر اپنے پستول پڑے نظر آگئے۔ انہوں نے جھپٹ کر پستول اٹھائے اور پھر بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

دیو انہیں محل میں تلاش کرتے پھر رہے تھے بوساگا کو ان کے فرار کی اطلاع مل گئی تھی اس لئے وہ غصے کی شدت سے چیخ رہا تھا۔

"بھاگو۔ پکڑو۔ جانے نہ پائیں"۔

ادھر چلوسک ملوسک بھاگ کر ایک ستون کی آڑ میں چھپ گئے اور پھر چلوسک نے پستول کا رخ بوساگا کی طرف کیا جو ان کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ اور ٹریگر دبا دیا۔ اس کے پستول سے شعاع نکل کر بوساگا پر پڑی اور ایک دھماکے کے ساتھ اس کے جسم کے پرخچے اڑگئے۔

ملوسک نے اپنے پستول سے دوسرے دیوؤں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا اور دیوؤں میں بھگدڑ مچ گئی۔ وہ سب جان کے خوف سے جنگل میں بھاگتے چلے گئے۔ وہ خوف کے مارے بُری طرح

چیخ رہے تھے۔

"مجھے کھولو جلدی"۔ ڈمبالو نے چیخ کر کہا اور پھر دیوؤں کے بھاگتے ہی چلوسک ملوسک بھاگ کر اس کے پاس آئے اور چلوسک نے اس کی رسیاں کھول دیں اور ڈمبالو نے آزاد ہوتے ہی ایک دیو کے ہاتھ سے گرا ہوا نیزہ اٹھایا اور جنگل میں بھاگتا چلا گیا۔ چلوسک نے ملوسک کو شانے کے قریب رکنے کا اشارہ کیا اور ڈمبالو کے ساتھ بھاگا۔

پھر ڈمبالو کا نیزہ اور چلوسک کا پستول مسلسل کام کرنے لگے اور ان دونوں نے دیوؤں کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ باقی دیو خوفزدہ ہوکر سمندر میں کود گئے۔ جب تمام جزیرہ خالی ہوگیا تو ڈمبالو اور چلوسک واپس آئے۔

"تمہارا بے حد شکریہ دوستو! تم نے میری غیرت جگا دی۔ اب تک مجھے اس بات کا احساس ہی نہیں تھا۔ اب میں تمہارے ساتھ جاؤنگا اور مظلوم آدم زادوں کی مدد کرونگا اور ویسے بھی مجھے تمہاری دنیا دیکھنے کا بے حد شوق ہے"۔ ڈمبالو نے احسان مندانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں تمہاری دوستی قبول ہے۔ تم غیرت مند ہو اور غیرت مند بہادر ہوتے ہیں۔" چلوسک نے کہا۔

ڈمبالو نے شانو کو لباس پہنایا اور محل میں موجود دوسری آدم زاد عورتوں کو آزاد کر کے وہ سب اس لانچ کی طرف آئے۔ اس بار چلوسک ملوسک کی لانچ عورتوں سے بھری ہوئی تھی اور ڈمبالو بھی ان کے ساتھ تھا۔

"کیا اب تم مجھے ان لکڑیوں کا راز بتاؤ گے"؟ ڈمبالو نے راستے میں پوچھا۔

"اس طرح تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا۔ ہم تمہیں باقاعدہ سائنس پڑھائیں گے اور پھر تم سب کچھ سمجھ جاؤ گے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ لکڑیاں نہیں ہیں بلکہ انہیں پستول کہتے ہیں۔" چلوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈمبالو! تم نے ہمارا جہاز نہیں دیکھا۔ اگر تم وہ دیکھ لیتے تو حیرت سے مر جاتے۔" ملوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاز، وہ کیا چیز ہے"؟ ڈمبالو نے معصومیت

سے پوچھا۔ اور اس کی معصومیت پر وہ دونوں کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"سب پتہ لگ جائے گا۔ صبر کرو۔" دونوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسے تمہارے یہ پستول ہیں عجیب وغریب چیز، اگر یہ نہ ہوتے تو بوساگا کبھی نہ مرتا۔ وہ بے انتہا طاقتور تھا۔" ڈمبالو نے جواب دیا۔

"ہاں! وہ سمندری دیو واقعی بے پناہ طاقتور تھا۔ بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ ہم نے نہ صرف سمندری دیو کو ہلاک کر دیا بلکہ ہمیں ایک دوست بھی مل گیا۔" چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے صرف اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے اپنی ماں کو ننگا ناچنے سے بچالیا۔" ڈمبالو نے قریب بیٹھی شانو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور شانو نے شرم کے مارے سر جھکا دیا۔

ختم شد

بچوں کے لئے دلچسپ نئے ناول

عمرو کی موت
عمرو اور اٹکی شہزادی
دیوانہ ٹارزن
بدروح کا دوست
بھوتوں کا ناچ
من موتی مینا
بے وقوف شہزادہ
ٹارزن اور آگ دیوتا کے پجاری
ہرکولیس اور آدم خور بن مانس
ہرکولیس موت کی وادی میں
عمرو قید میں
ٹارزن اور آدم خور قبیلہ
ٹارزن اور شکاری کتے
ٹارزن اور خونی بھیڑیئے
عمرو کی پٹائی

عمرو اور شیطان جادوگر
عمرو اور شہزادی راج ہنس
عمرو اور وادی حیرت کا خزانہ
عمرو اور خوما نچو جادوگر
ٹارزن اور خونخوار مگرمچھ
عمرو اور طلسمی وادی
زہریلے لڑکے
شعلہ پری
ٹارزن پنجرے میں
عمرو اور طلسمی جزیرہ
عمرو اور شہزادی نگینہ
ہرکولیس اور خونی گھوڑے
عمرو اور ناگ جادوگر
عمرو اور گنجا جلاد
ٹارزن اور پاگل شکاری

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان